Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سوموار

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۹/۳۴ | ۴ رجب ۱۴۰۰ھ - ۱۹ ہجرت ۱۳۵۹ ہش - ۱۹ مئی ۱۹۸۰ء | نمبر ۱۱۳

اخبار احمدیہ

۔۔ ربوہ ۱۸ ہجرت/مئی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کو ابھی گردوں کی انفکشن اور ضعف کی تکلیف چل رہی ہے۔

احباب کرام خاص التزام توجہ اور درد و الحاح سے مولا کریم کے آستانے پر اپنی دعائے نیم شبی جاری رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے خاص فضل سے حضور کو ہر تکلیف سے بچائے۔ عمر دراز عطا کرے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

۔۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بلڈ پریشر اور کمزوری کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب کرام توجہ اور التزام سے حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ آمین

کوشش کریں کہ احمدیت کا نور آپ کے چہرے سے اور خوشبو جسم کے ذرّہ ذرّہ سے نکلے

ہمیں اسلام کے تمام حکموں پر پوری طرح عمل کرنا چاہیئے تاکہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا زندہ نمونہ بن سکیں

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ۲۶ ویں سالانہ تربیتی کلاس سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا افتتاحی خطاب

ربوہ ۔ ۱۶ ہجرت/مئی۔ وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے کہا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ احمدیت کا نور اس کے چہرہ سے اور احمدیت کی خوشبو اس کے ذرّہ ذرّہ سے نکلے۔ اور ہم اسلام کے تمام حکموں پر بدل و جان عمل کرنے والے ہوں۔ تاکہ دنیا کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا زندہ نمونہ دکھا سکیں اور اسلام کی تعلیم کی برتری کا عملی ثبوت فراہم کر سکیں۔

آپ یہاں آج ۶ بجے شام ایوان محمود میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ۲۶ ویں پندرہ روزہ سالانہ تربیتی کلاس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب فرما رہے تھے۔ افتتاحی اجلاس میں ملک کے طول و عرض سے ۲۳۹ مجالس کے ۵۱۸ نمائندگان شریک تھے اور مزید نمائندگان کی آمد کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ پچھلے سال افتتاحی اجلاس میں ۱۹۷ مجالس کے ۴۹۲ نمائندگان نے شرکت کی تھی۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اپنی نصف گھنٹے کی پُر اثر تقریر میں نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں خدام الاحمدیہ کے نمائندگان اور عہدیداران کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے آیت قرآنی

یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔

کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ضروری ہے کہ مربی اور تربیت دینے والے دیگر ذمہ وار اصحاب بھی اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں۔ تاکہ کسی جگہ اور کسی مقام پر ٹھوکر نہ کھائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اسلامی تعلیم کو زیادہ توجہ زیادہ محنت اور زیادہ قربانی سے اچھی طرح سمجھ کر اپنانا ہوگا۔ اور ہم میں سے ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کسی ایک حکم کو بھی ارادتاً ٹالنے والے نہ ہوں۔ اور ہم روحانی طور پر وہ مقام حاصل کر سکیں جو استعداد کے لحاظ سے ہماری پہنچ میں ہے۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ مجھے گزشتہ ۲۵ سال میں امریکہ یورپ مشرق اوسط مشرق بعید اور دیگر ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے متعدد جگہوں پر اسلامی تعلیم کے حسن اور خوبصورتی کو بیان کیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ میرا تجربہ ہے کہ جب بھی اسلامی تعلیم غیر مسلموں کے سامنے پیش کی گئی۔ تو ان کو اس تعلیم کی برتری کا اعتراف کرنا پڑا۔ مگر اکثر جگہ پر یہ ہوا کہ غیر مسلموں نے کہا کہ جہاں تک فلسفیانہ خوبی کا تعلق ہے۔ ہم یہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں کہ اسلامی تعلیم اور فلسفہ بہت خوبصورت اور اعلیٰ ہے۔ لیکن انہوں نے کہا اس تعلیم پر عمل کہاں ہو رہا ہے؟ اکثر معترضین نے یہ بتایا کہ ان کو متعدد اسلامی ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر کہیں بھی اسلام کے ان اصولوں پر عمل ہوتا ہمیں نظر نہیں آیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ آج کل ہوائی سفر اتنا عام ہے۔ اور ذرائع ابلاغ اتنے ترقی یافتہ ہیں کہ اگر لاہور اور راولپنڈی کے درمیان کوئی بڑا حادثہ ہو جائے تو چند گھنٹوں میں اس کی خبر آپ مغربی ریڈیو سٹیشنوں سے سن سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کی کوئی بات چھپی نہیں رہی

چندہ تحریک جدید کا نیا ٹارگٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا تازہ ارشاد

"تحریک جدید کے چھیالیسویں سال (یکم نبوت/نومبر ۵۹ہش/۷۹ء تا ۳۱ اخاء ۵۹/ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء) کے لئے تحریک جدید کے چندہ کا ٹارگٹ ۱۵ لاکھ کی بجائے ۱۸ لاکھ مقرر کیا جاتا ہے۔"

مرزا ناصر احمد ۔ خلیفۃ المسیح الثالث

۱۷/۵/۵۹/۸۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ کے یہ بندے

(محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ناظر بیت المال ربوہ)

(۱)

تخلیق کائنات کا اصل مقصد اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

میں نے جن و انس چھوٹوں اور بڑوں کو محض اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے بندے بن جائیں۔

بندے کے مفہوم پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک بندے کی کوئی چیز اس کی اپنی نہیں ہوتی۔ نہ اس کا مال اپنا مال ہوتا ہے۔ نہ اس کی جان اپنی جان ہوتی ہے۔ نہ اس کی عزت اپنی عزت ہوتی ہے۔ نہ اس کا وجود اپنا وجود ہوتا ہے۔ اس کا سبھی کچھ خدا کے لئے وقف ہوتا ہے اور وہ اپنے وجود پر فنا وارد کر کے اسی کی یاد میں محو رہتا ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے وہ ہر چیز اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر آن تیار اور آمادہ رہتا ہے۔ اور خدا کے فضل سے عملاً ایسا کر دکھاتا ہے۔ اللہ کا بندہ اپنا سب کچھ اس کی راہ میں فدا کر دیتا ہے۔ پھر خدا خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ اور وہی اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

(۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو جب دعویٰ ماموریت سے قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد ماجد کی وفات کے قرب کی اطلاع دی۔ تو لمحہ بھر کے لئے حضور کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ والد ماجد آپکی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ...... الہام ہوا ...... تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں۔ پھر نامعلوم کیا کیا ابتلاء پیش آئیں تب اسی وقت دوسرا الہام ہوا۔ الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اپنے خدائے عزّوجل کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور پر سچا کر کے دکھایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کوئی باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔"

(کتاب البریہ)

سعید روحیں جنہیں حق کو پہچاننے کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سعادت بخشی۔ خدا کے فضل سے عبودیت کا یہی رنگ اختیار کر کے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربان کر دیتی ہیں۔ اللہ اپنے فضل سے ان کی یہ قربانی قبول فرماتا اور ان کا کفیل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی ہر چیز میں برکت ڈال دیتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۳)

یکہ و تنہا۔ بے بس و بے کس ایک انسان پر ایک عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ایک عظیم کام سپرد کیا گیا۔ ساتھ ہی خدائے بزرگ و برتر نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:۔

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کو بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا ...... وہ علی حسب الاخلاص اپنا اجر پائیں گے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۶)

خدا کی بات پوری ہوئی۔ ایک سے دو۔ دو سے چار ہوئے۔ بندگانِ خدا کا یہ گروہ لمحہ بہ لمحہ دن بدن خدا کے فضل سے بڑھتا چلا گیا۔ وہ جو کبھی ایک تھا۔ آج خدا کے فضل سے ایک کروڑ سے اوپر جا چکا ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ سچے وعدوں والے خدا نے عملاً اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا کہ

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کو بڑھاؤں گا۔"

(۴)

ایک وہ زمانہ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الٰہی ارشاد ہوا:۔

وَسِّعْ مَکَانَکَ

حضور نے اس ارشاد باری کی تعمیل میں امرتسر سے چند سرکیاں منگوائیں اور اپنے چھوٹے سے صحن میں سرکیوں سے تین چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنوا دیں پھر ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ قادیان میں میٹھے پانی کے کوئیں کی تعمیر کے لئے حضور نے دوستوں سے ڈیڑھ صد روپیہ کی اپیل فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے مخلصین کے بارہ میں یہ وعدہ فرمایا تھا:۔

"ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور اس میں کثرت بخشوں گا"

خدا کی راہ میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو آنے دینے والی جماعت کے نفوس و اموال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بے حد برکت دی اور اس میں کثرت بخشی۔ آج خدا کے فضل سے اکنافِ اطرافِ عالم میں پھیلی ہوئی یہ جماعت مجموعی لحاظ سے خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ قربان کر رہی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ کی دی ہوئی بے انتہا برکتوں سے مالامال ہو رہی ہے۔

(۵)

مومنوں کی جماعت کی ایک صفت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ

وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ

(آل عمران)

یہ لوگ نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ جہاں مرورِ زمانہ کے ساتھ جماعت کی تعداد اور اس کا اخلاص خدا کے فضل سے کہیں سے کہیں جا پہنچا۔ وہاں اس کی قربانی کا معیار بھی خدا کے فضل سے کہیں سے کہیں پہنچ چکا ہے۔ قربانی کے میدان میں اس جماعت کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ آنے والے سال میں قربانی کا پچھلے سال کا ریکارڈ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور قربانی اور ایثار۔ فدائیت اور اخلاص کا معیار اور زیادہ رفعتوں اور بلندیوں کو چھوتا ہوا کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ جہاں یہ جماعت صد سالہ جوبلی فنڈ۔ تحریکِ جدید۔ وقفِ جدید اور سلسلہ کی ہر مالی تحریک میں خدا کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ وہاں جماعت کے لازمی چندہ جات۔ چندہ عام۔ حصہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ وغیرہ کی ادائیگی کا معیار بھی ہر سال بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہر سال بجٹ میں خاصا اضافہ کیا جاتا ہے مگر مخلصین کی یہ جماعت خدا کی دی ہوئی توفیق سے نہ صرف یہ کہ اپنا بجٹ پورا کر دیتی ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اموال اپنے آقا کے حضور پیش کر دیتی ہے۔ گذشتہ سال ۱۹۷۸-۷۹ء میں مخلصین نے اپنا بجٹ پورا کرتے ہوئے جس قدر زائد رقم اشاعت حق کی اس مہم میں اپنے آقا کے حضور پیش کی تھی امسال ۱۹۷۹-۸۰ء میں بھی بجٹ میں خاصا اضافہ کے باوجود بجٹ پورا کرنے کے بعد گذشتہ سال کی نسبت خاصی زیادہ رقم مخلصین نے اپنے آقا کے حضور پیش کر دی۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اخلاص۔ قربانی اور ایثار کی ایسی شاندار مثال آج دنیا بھر میں نہیں ملتی۔

(۶)

قربانی کے اس میدان میں۔ نیکی کے کاموں میں دوسروں سے پیچھے نہ رہنے بلکہ آگے بڑھنے کا یہ جذبہ و شوق جو مالی سال کے آخری دن بھی نظر آتا ہے اس سال بھی اس کے شاندار نظارے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ۱۰ رمئی / ہجرت آخری تاریخ مقرر تھی۔ دور نزدیک سے آنے والے دوستوں کا دفتر کی کھڑکی پر تانتا بندھا ہوا تھا۔ جہاں بڑی جماعتوں کے عہدیدار بڑی بڑی رقمیں پیش کر رہے تھے وہاں نسبتاً چھوٹی جماعتوں کے دوست بھی اپنی پوٹلیوں کے ساتھ قطار میں کھڑے نظر آرہے تھے۔ یہ سلسلہ دفتر اوقات کے بعد بھی کافی دیر تک جاری رہا۔ دوست اس وقت تک چین نہ لیتے جب تک کہ رقم ادا کر کے رسید حاصل نہ کر لیتے۔

ان کے چہروں پر طمانیت و سکون کے آثار نظر آتے۔ ان کے چہرے اخلاص سے بھرپور نورِ بشاشت سے دمک رہے تھے۔ اور وہ اس سعادت پر اللہ تعالیٰ

(باقی دیکھئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ خلافت اور اس کی اہمیت

مکرم
سید سجاد احمد
دار الرحمت شرقی ربوہ

اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ زندگی عارضی ہے اور مخلوق فانی۔ دنیا میں کسی بھی ذی روح کو ثبات نہیں ؎

"بدنیا گر کسے پائندہ بودے
ابوالقاسم محمد زندہ بودے"

اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جو ایک مدت معینہ تک اللہ تعالیٰ کی تفویض کی ہوئی تعلیم اس کے بندوں کو پہنچاتے رہے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور انبیاء علیہم السلام کے جانشین یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون، اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بعد پطرس نے موسوی اور عیسوی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی طرح سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء راشدین نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رحلت کے بعد قدرت ثانیہ کے دور کا آغاز ہوا۔

خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد مومنین کی جماعت کو عطا کی جاتی ہے خلافت کے معنی اور اس کے مفہوم کے متعلق لغت قرآن کریم کی مشہور کتاب "مفردات راغب" میں لکھا ہے کہ خلافت کسی کی نیابت کو کہتے ہیں خواہ یہ نیابت کسی شخص کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو خواہ اس کی موت کی وجہ سے ہو یا اس کے کسی کام کے عاجز آ جانے کی وجہ سے ہو یا صرف عزت افزائی کے لئے ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ"
(فاطر ع ۵)

یعنی وہ خدا ہے جس نے تم کو اپنا خلیفہ بنایا۔

یہاں یہ خلافت صرف اعزازی طور پر ہے ورنہ یہاں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خدا تعالیٰ موجود نہیں ہے یا وہ نعوذ باللہ کام نہیں کر سکتا۔

اسی طرح لغت کی مشہور کتاب "اقرب الموارد" میں خلیفہ کے معنے ایسے شخص کے لکھے ہیں جو کسی کا قائم مقام یا جانشین ہو۔ اور ایسے ہی اختیارات رکھتا ہو جیسے اس کا پیشرو رکھتا تھا اور خلیفہ ایسے بادشاہ کو بھی کہتے ہیں جو سب سے بڑا ہو۔ شرعی لحاظ سے اس کے معنے اس امام کے ہیں جس کے اوپر کوئی اور نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں"
(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷)

اسلامی اصطلاح میں خلیفہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی نبی یا خلیفہ کی وفات کے بعد جماعت کی قیادت اور اس کی نگرانی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے مقرر ہو اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں:۔

"رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت ہی کو لازم پکڑو۔"

رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔"
(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷)

قرآن کریم میں خلافت کا لفظ زیادہ وسیع معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

(ا) قرآن کریم نے بعض انبیاء کو بھی خلیفہ کہا ہے جیسے حضرت آدمؑ کے متعلق فرمایا:۔

"اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" (البقرہ: ۳۱)

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

"يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ"
(ص: ۲۷)

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

(ب) ایک قوم کے بعد دوسری قوم جو اس کی جگہ لیتی ہے اس کے لئے بھی قرآن کریم نے خلیفہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسے حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

"وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً۔"
(اعراف: ۷۰)

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تم کو نوح کی قوم کے بعد اس کا جانشین بنایا۔

(ج) نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو نبی کی شریعت پر قوم کو چلاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر گئے تو آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو فرمایا:۔

"اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ"
(اعراف: ۱۴۳)

میرے بعد میری قوم میں میری جانشینی کرو اور ان کی اصلاح کو مدنظر رکھو۔

حالانکہ حضرت ہارونؑ اس وقت خود بھی نبی تھے۔ یہاں حضرت ہارونؑ کی خلافت کو انتظامی خلافت کہا جائے گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی غیر حاضری میں حضرت ہارونؑ کو قوم کی نگرانی کے فرائض سونپے گئے تھے تاکہ قوم متحد رہے اور فتنہ و فساد سے بچی رہے۔ اس قسم کی خلافت۔ خلافت انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ:

"بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد متواتر ایسے انبیاء آئے جن کا کام یہ تھا کہ وہ موسوی شریعت پر عمل درآمد کرائیں۔

اسی طرح ربانی لوگ اور احبار بھی آئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتاب یعنی شریعت کی حفاظت
کا حکم دیا گیا تھا" (مائدہ ع ۲)

امت محمدیہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے خلافت کے جاری رہنے کا وعدہ فرمایا۔ جیسا کہ سورۃ نور کی آیت استخلاف سے ظاہر ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ نیک اعمال بجا لانے والوں میں سے اللہ تعالیٰ زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ اسی طرح اور اسی سنت کے مطابق جس طرح کہ پہلے انبیاء کی جماعتوں میں یہ سلسلہ جاری رہا ہے اور اس نظام خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو تمکنت حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے مضبوط و مستحکم کرے گا اور دنیا میں پھیلانے کے سامان پیدا کرے گا۔ اور اس میں جو بھی خوف پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس نظام خلافت کی بدولت اسے امن سے بدل دے گا۔ اور وہ لوگ صرف خدا ہی کی عبادت کریں گے۔ کسی قسم کا شرک نہ کریں گے اور وہ جو اس کا انکار کریں گے اور اس کی ناقدری کریں گے وہ لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک فاسق اور نافرمان ہیں (النور - ۵۶)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کو نبوت کا لازمہ اور اس کا تتمہ قرار دیا ہے اور اسے تمکنت دین اسلام۔ امن عالم۔ ہر قسم کے شرک کا قلع قمع۔ اصلاح ارشاد اور تبلیغ و تلقین دین کا موجب قرار دیا ہے۔ خلافت مقاصد نبوت کی تکمیل کا ہی ذریعہ ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

"ما کانت نبوۃ قط الا
تبعتها خلافۃ"
(کنز العمال)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبوت تو ہو لیکن خلافت نہ ہو یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین پر پوری طرح کاربند رہنے کا تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ صحاح ستہ کی حدیث مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۳۰ میں حضرت عرباض بن ساریہؓ نے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر وعظ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضور نے بڑا ہی مؤثر وعظ فرمایا۔ وہ وعظ ایسا دردناک تھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل ڈر سے بھر گئے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی "یا رسول اللہ یہ وعظ تو ایسا ہے گویا الوداعی کلمات ہیں۔ پس حضور ہمیں کوئی وصیت فرمائیں!" اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے امیر اور خلیفہ وقت کی پوری پوری اطاعت کرو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور یاد رکھو کہ میرے بعد جو زندہ رہیں گے وہ بہت سے اختلافات دیکھیں گے لیکن تم پر فرض ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور پوری طرح اس کی اتباع کرو اور مضبوطی سے اس پر قائم رہو۔ نئے نئے امور سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور یاد رکھو ہر بدعت ضلالت و گمراہی کا موجب ہے۔"

اس حدیث کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا وقت آنے والا تھا کہ سنت نبوی اور سنت خلفاء الراشدین کو مسلمانوں نے بھلا دینا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دور ایسا آئیگا کہ:-

"قوم یستنون لغیر
سنتی۔"

لوگ میری سنت کے خلاف عمل کرینگے

اور پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر اس قسم کا زمانہ تم پر آئے اور ایسا ہونے لگے کہ سنت نبوی کو مسلمان یکسر فراموش کر بیٹھیں اور اس کے خلاف نئے نئے قواعد و ضوابط مرتب کرنے لگیں جن کا قرآن کریم اور احادیث سے کوئی ثبوت نہ ملے اور قال اللہ اور قال الرسول کے سراسر خلاف ہو تو اس موقعہ پر اگر جماعۃ المسلمین و امامہم کا علم تمہیں ہو جائے تو ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ ورنہ فتنوں سے بچنے کے لئے جنگلوں میں جا کر بسیرا کر لو (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

مزید ارشاد فرمایا:-

"من تمسک بسنتی
عند فساد امتی فلہ
اجر مائۃ شہید"
(البیہقی)

کہ میری امت کے بگاڑ کے زمانہ میں جو لوگ میری سنت کو مضبوطی سے پکڑیں گے اور اس پر قائم رہیں گے تو وہ ایک سو شہیدوں کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔

مزید برآں آپؐ نے خلافت راشدہ کے زمانے کا تعین بھی فرمایا کہ:-

"الخلافۃ ثلاثون
سنۃ"
(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن صفحہ ۴۶۳)

خلافت راشدہ کا دور تیس سال تک ہوگا۔

لیکن خلافت راشدہ کے بعد کے دور کے متعلق بھی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار نہیں فرمائی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود اور آپؐ کا عہد سعادت عہد رہتی دنیا تک ممتد و وسیع ہے لہٰذا حضور اکرمؐ نے ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے مبارک وجودوں کی خبر بھی دی جو اصلاح امت محمدیہ اور تجدید دین اسلام کے لئے آتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶)

پھر آخری زمانہ کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ بتاتی ہیں کہ دور آخر میں بھی خلافت کا قیام عمل میں آئے گا۔ اسی طرح جس طرح اسلام کے دور اول میں آیا۔ بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا:-

"مثل امتی مثل المطر
لا یدری آخرہ خیر
ام اولہ"
(مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۳)

میری امت کی مثال تو اس باران رحمت کی مانند ہے جس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ اس کا آخر بہتر ہے یا اول۔

یہی نہیں بلکہ دور آخرین کے متعلق یہ بھی ارشاد اسی کتاب مشکوٰۃ المصابیح کے صفحہ ۵۸۴ پر موجود ہے۔ فرمایا:-

"انہ سیکون فی آخر
ہذہ الامۃ قوم لہم
مثل اجر اولہم
یأمرون بالمعروف و
ینہون عن المنکر و
یقاتلون اہل الفتن"

کہ اس امت یعنی امت مسلمہ کے آخر میں ایک ایسی جماعت ہوگی جن کو دور اول کے اصحاب النبیؐ کی طرح کا اجر اور ثواب ملے گا کیونکہ وہ نیک باتوں کی تلقین کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے ہوں گے اور اہل فتن کا مقابلہ کریں گے۔

اسی ضمن میں ایک اور حدیث حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے جو کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں بلکہ حضور اکرمؐ نے واشگاف الفاظ میں امت مسلمہ کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا ہے:-

"قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تکون النبوۃ
فیکم ما شاء اللہ ان تکون
ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم
تکون خلافۃ علی منہاج
النبوۃ ما شاء اللہ ان
تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ
ثم تکون ملکا عاضا فتکون
ما شاء اللہ ان تکون ثم
یرفعها اللہ تعالیٰ ثم
تکون ملکا جبریۃ فیکون
ما شاء اللہ ان یکون ثم
یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون
خلافۃ علی منہاج النبوۃ
ثم سکت۔"
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری نبوت اس وقت تک تم میں رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اٹھالی جائے گی اس کے بعد خلافت نبوت کے مطابق اور اسی مسلک و طریق پر قائم کی جائیگی جو اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ بھی اٹھالی جائے گی۔ پھر قبضہ کی حکومت ہوگی اور جب تک اللہ کا منشا ہوگا رہے گی۔ پھر وہ بھی اٹھالی جائے گی پھر زبردستی کی حکومت ہوگی جو اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ بھی ختم ہو جائے گی اور ایک بار پھر نبوت کے مسلک و طریق کے مطابق خلافت کا قیام ہوگا۔ اس ارشاد کے بعد حضور اکرمؐ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

حضورؐ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ دور اول کی خلافت کے بعد بھی خلافت کا ایک دوسرا دور ہوگا جو آخری زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔

اس حدیث میں "خلافت علی منہاج النبوۃ" کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں جن کے معنی ہم نے نبوت کے مسلک و طریق پر کئے ہیں۔ گویا پہلی خلافت یعنی خلافت راشدہ حضرت نبی کریمؐ کی سنت اور مسلک کے مطابق ہوگی اور آخری دور کی جس خلافت کو "خلافۃ علی منہاج النبوۃ" قرار دیا گیا ہے۔ شارحین حدیث نے اس کے یہ معنی کئے ہیں:-

"الظاہر ان المراد
بہ زمن عیسیٰ والمہدی"
(بحوالہ مشکوٰۃ)

کہ اس سے مراد مسیح موعود اور مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے اور یہ خلافت جو "علی منہاج النبوۃ" ہوگی مہدی علیہ السلام کے بعد آئے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطاعتِ خلافت

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی اطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح نبی کی اطاعت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔

"من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصیٰ امیری فقد عصانی"

(بخاری و مسلم)

خلیفہ کا تقرر بندوں کے انتخاب سے ہوتا ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کا مخفی ہاتھ ہوتا ہے اس لئے یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسول کریمؐ نے ایک بار فرمایا:-

"میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکرؓ کی خلافت کے بارہ میں وصیت کر جاؤں مگر میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا کیونکہ میں نے سمجھ لیا تھا کہ مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی کی خلافت پر راضی نہیں ہوگی۔"

(بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف)

خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمانؓ سے باغیوں نے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا تو آپؓ نے فرمایا:-

"میں اس قمیص کو ہرگز نہیں اتار سکتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔"

(طبری جلد ۵ ص ۱۲۱)

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:-

"مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے میں معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے"

(بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

ایک وقت میں صرف ایک ہی خلیفہ ہو سکتا ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اگر دو خلیفوں کی بیعت ہو تو تم دوسرے سے قطع تعلق کر لو۔"

(مسلم کتاب الامارۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ، سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کو یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت عطا فرمایا اور ان کا وجود تمکنت دین اسلام کا موجب بنا اور ان خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امت مسلمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے مسلک پر قائم رکھا۔ یہاں تک کہ خلافت راشدہ کا دور ختم ہوا۔ بعد ازاں امت مسلمہ میں مجددیت کے دور کا آغاز ہوا اور ہر صدی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مجدد مبعوث فرمائے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں تجدید و احیاء دین اسلام کا مقدس فریضہ ادا کیا۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالیؒ نے اپنی مشہور کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۳۸ پر امام سیوطی کے حوالہ سے ہر صدی کی ابتدا میں آنے والے مجددین کرام کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔ بعض بزرگان دین نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ کبھی تو ایک صدی کے لئے ایک ہی مجدد آیا اور کبھی ایک ہی صدی کے لئے ایک سے زائد مجدد بھی اللہ تعالیٰ نے تجدید دین اسلام کے لئے بھیجے۔ پھر یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ تمام بزرگان کرام علمائے امت اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں صدی کے لئے بھی اسی قسم کی پیشگوئیاں فرمائی ہیں کہ یہ صدی بہت سے انقلابات لئے ہوئے ہے اور اسلام کے احیاء کے لئے یہ صدی [illegible] ہے اور یہی وہ صدی ہے جس میں اللہ کریم نے دوبارہ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ مبعوث فرمایا ہے نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ امت محمدیہ کے جمیع علمائے عظام، خلفاء کرام، مجددین، محدثین، فقہاء، اولیاء، قطب، ابدال، صاحب رؤیا و کشوف بزرگان ملت کا ڈیڑھ ہزار سال سے اس پر متفقہ اجماع ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نقطہ آغاز مسیح محمدی و امام مہدی ہے اور غلبہ اسلام کا وعدہ اس دور سے مختص ہے۔ اسی طرح اس دور میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ بھی مسلم الثبوت ہے مشتے نمونہ از خروارے، حضرت سید اسماعیل شہیدؒ کا ایک حوالہ:-

"حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت۔ خلافت راشدہ کے افضل انواع میں سے ہوگی۔ یعنی وہ خلافت منتظمہ محفوظہ ہوگی۔"

(منصب خلافت ص ۴۲)

زیر نظر مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث درج کی جا چکی ہے جس میں آنحضورؐ نے اپنے عہد نبوت کے بعد دوسرے ادوار کا ذکر فرماتے ہوئے آخر میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا تذکرہ فرمایا۔ اس میں حضورؐ نے خلافت کے ادوار کا ذکر فرمایا ہے یعنی دور اول حضور اکرمؐ کی وفات کے معاً بعد کا دور اور دور ثانی آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تیرہ سو سال بعد ہو گا۔ اور حضور اکرمؐ نے آخری زمانہ کی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ذکر فرمانے کے بعد سکوت فرمایا گویا یہ دور آخر تک چلتا چلا جائے گا اور قدرت ثانیہ کی یہ نعمت دائمی اور قیامت تک ممتد ہوگی۔

مقامِ خلافت

سید اسمٰعیل شہیدؒ کی نظر میں

خلافت کی برکات اور اس کی اہمیت کو ہر کوئی جانتا ہے۔ مختصراً حضرت مولانا سید اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کے بعض کلمات دربارہ منصب امامت و خلافت پیش کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"امامت تامہ کو خلافت راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافت رحمت کہتے ہیں .... خلیفہ راشد، سایہ رب العالمین، ہمسایہ انبیاء و مرسلین، سرمایہ ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز، تمام وجود سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد اس کا سر ہے۔ اس کا دل تجلی رحمان کا عرش اور اس کا سینہ رحمت حاضرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اولیٰ معارضہ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفت رب قدیر ہے۔ جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو۔ خیال ہے پُر از خلل۔ اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا۔ سراسر وہم باطل و محال ہے۔ جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں۔ اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں .... حکم امام بھی ادلۂ شرع مبین سے ہے اور جس طرح سنت کو کتاب اللہ سے دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا ہی حکم امام سنت رسول سے دوسرے درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ ہے اور اسے واضح کرنے والی سنت نبی اور اس کا مبین امام ہے۔ کتاب اللہ پر ایمان سب سے اول ہے اور ایمان بالرسول بعدہ اور خلیفۃ اللہ پر یقین تیسرے درجہ پر ہے .... امام .... کی اطاعت گویا حواس کے ضعیف قیاس کے بھی واجب ہوتا ہے۔ اور اس کے مخالف کو اگرچہ اس کا قیاس امام کے قیاس سے اظہر اور قوی ہو جائز نہیں رکھا اور اس میں راز یہی ہے کہ امر کا حکم بذاتہ اصول دین سے ایک اصل ہے اور ادلۂ شرعیہ سے ایک دلیل ہے جو صحیح قیاس سے قوی ہے .... امام، رسول کے سعادتمند فرزند کی مانند ہے۔ اکابر امت و بزرگان ملت خادموں اور خدمت گاروں اور جان نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت و ارکان مملکت کے لئے شہزادہ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسل واجب ہے اور اس سے مقابلہ کرنا نمک حرامی کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدذاتی پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اس سے بیگانگی جو تو خود رسول سے بیگانگی ہے .... خلیفہ راشد رسول کے فرزند ولی عہد کی بجائے اور دوسرے آئمہ دین [illegible] دوسرے بیٹوں کی ہے پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی سعادتمندی کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری و خدمت گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ تمام اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجا لائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں ...."

(منصب امامت از حضرت مولانا سید اسماعیل شہیدؒ صفحہ ۷۹ تا ۹۳)

پس خلافت پر ایمان و ایقان۔ خلافت کے ساتھ وابستگی اور خلافت کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہی باعث خیر و برکت و فلاح و بہبود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے!

ضروری تصحیح

۱۰ رمئی ۱۹۸۰ء کے الفضل میں فہرست وصولی چندہ مہمان خانہ مستورات میں نمبر ۸ پر نام دفتر کی غلطی کی وجہ سے غلط شائع ہو گیا ہے۔ درست نام اس طرح پڑھا جائے۔

مکرم رشید احمد ارشد صاحب منجانب والدہ مرحومہ سکینہ بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد چک چٹھہ گوجرانوالہ

(آفس سیکرٹری
لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روداد سالانہ اجلاس طلبائے سابق جامعہ احمدیہ

(مکرم لئیق احمد صاحب طاہر جنرل سیکرٹری طلبائے سابق)

مجلس طلبائے سابق کا قیام ہمارے موجودہ پرنسپل جامعہ احمدیہ محترم ملک سیف الرحمان صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ کی جواں ہمت قیادت و راہنمائی کا ایک عظیم اور یادگار ثمرہ ہے۔ آج سے پانچ سال قبل بہت سے دوستوں اور بزرگوں سے تفصیلی غور و خوض اور مشوروں کے بعد اس مجلس کے قیام کی سفارش سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان الفاظ اس مجلس کے قیام کی منظوری کو نوازا۔

"اللہ تعالیٰ حسنِ عمل کی توفیق عطا کرے۔"

پہلے تین سال محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ اس کے صدر رہے اور اب گذشتہ تین سال سے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اس مجلس کی صدارت کی ذمہ داریاں ادا فرما رہے ہیں۔

مجلس طلبائے سابق جامعہ احمدیہ کے قیام کی اغراض یہ ہیں کہ:

(۱) مبلغین کے مل بیٹھنے کی تقاریب اور نئے اور پرانے مبلغین کا تعارف۔
(۲) مبلغین کا علمی معیار بلند کرنے کی کوشش کرنا۔
(۳) مبلغین کے تبلیغی، علمی اور روحانی تجربات اکٹھے کرنا۔
(۴) مبلغین کو پیش آمدہ مسائل پر تحقیق کرنا۔
(۵) جامعہ احمدیہ کی بہبود کے لئے مبلغین سے تجاویز اور تعاون حاصل کرنا۔
(۶) خالص علمی مضامین سے متعلق تحقیق کرنا۔

مجلس طلبائے سابق کا سالانہ اجلاس شوریٰ کے موقع پر منعقد ہوتا ہے امسال مورخہ ۳۰ (امان) مارچ بروز اتوار رات سوا آٹھ بجے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی زیرِ صدارت اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب سیکرٹری تجنید و مال نے قرآن کریم کی تلاوت کی جس کے بعد خاکسار نے سال ۱۳۵۸ھش/۱۹۷۹ء کی رپورٹ پیش کی اور علاوہ دیگر کوائف کے یہ بھی بتایا کہ مجلس نے پردہ پر تحقیق کا جو کام شروع کیا ہوا ہے۔ اس سے متعلق [illegible] بیرونی ممالک سے ملی ہیں [illegible] حالات مل رہی ہیں۔

خاکسار کی رپورٹ کے بعد محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے تجنید اور شعبہ مال کی رپورٹ پیش فرمائی۔ جس کے بعد بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے مبلغین کرام اور جامعہ سے فارغ التحصیل طلبہ کا تعارف کرایا گیا۔ اور پھر طلبائے سابق نے اس مجلس کی بہبود اور ترقی کے لئے تجاویز پیش فرمائیں۔

مجلس طلبائے سابق کے ممبران جو اس اجلاس میں شامل نہیں ہو سکے یا قارئین الفضل اگر کوئی مزید مفید و قابلِ عمل تجویز پیش فرمائیں تو بخوشی اس پر غور کیا جائے گا۔ نیز مذکورہ بالا علمی عناوین پر طبع آزمائی کے لئے صلائے عام ہے۔

اجلاس کے آخر میں محترم صدر صاحب طلبائے سابق نے نہایت قیمتی ہدایات پر مشتمل خطاب فرمایا۔ جس میں طلبائے سابق کو اس مجلس کی ترقی و بہبود کے لئے تحریک فرمائی۔ دعا کے بعد رات سوا دس بجے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس کے دوران طلبائے سابق کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔

دعائے نعم البدل

میرے برادر اصغر مکرم ملک خالد محمود صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع شیخوپورہ کا بیٹا مکرم حکیم عبدالرزاق صاحب کا نواسہ تھا مورخہ ۹ رمئی بروز جمعہ صبح ۴ بجے ۱½ ماہ کی عمر پاکر مولا حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو نعم البدل سے نوازے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(ملک بشیر منظور ناظم اطفال ضلع شیخوپورہ)

اظہارِ تشکر و درخواستِ دعا

مورخہ ۲۰ امان/مارچ ۱۳۵۹ھش/۱۹۸۰ء بروز جمعرات شام ۶ بجے ربوہ میں خاکسار کے والد محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا، ملیشیا و سنگاپور حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔

آپ کی اچانک وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد کے علاوہ کثیر تعداد میں احباب جماعت نے ہم سے گہری ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اس کے علاوہ بہت سے احباب نے بذریعہ خطوط اور قراردادوں کے محترم اباجان مرحومؓ سے گہری محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ تعزیت بھی فرمائی۔ چونکہ جملہ احباب کو بوقت خطوط وغیرہ کے جواب دینا ابھی ممکن نہیں۔ اس لئے ہم سب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب کرام کے بے حد شکرگذار ہیں جنہوں نے اس اچانک صدمہ کے موقع پر احسن رنگ میں دلجوئی فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں خاکسار احباب جماعت سے دعا کی مؤدبانہ درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب مرحومؓ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور ہم سب کو صبرِ جمیل عطا کرے، اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

(عبدالرشید سماٹری ۵/۱۷۵۰ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸)

اعلانِ نکاح

میرے بیٹے شیخ نوید احمد کا نکاح مکرمی محترمی جناب چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ہمراہ عزیزی پروین فضل صاحبہ بنت مکرم شیخ فضل احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۰ء کو پندرہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا اور اسی دن عزیزی کا رخصتانہ عمل میں آیا۔

عزیز موصوف کا ولیمہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۰ء کو A-۱۶۱ ٹ ایبار روڈ ہوا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مثمر بثمرات حسنہ ہو۔

عزیزی پروین فضل صاحبہ مکرمی مغفور شیخ محمد دین صاحب مرحوم سابق مختار عام صدر انجمن احمدیہ کی پوتی اور عزیزم شیخ نوید احمد جناب شیخ محمد لطیف صاحب مرحوم آف وڈالہ بانگر کا پوتا ہے۔

(شیخ مبارک احمد آف ریلوے بورڈ لاہور)

(۲) میرے بھائی مکرم عبدالرشید ظفر صاحب ولد چوہدری ظفرالحق صاحب نمبردار چک نمبر ۱۲ ج ب جو کہ آج کل سویڈن میں مقیم ہیں کا نکاح شبانہ ظفر بنت چوہدری عبدالجبار سے مورخہ ۹/۵/۸۰ مکرم کمال یوسف صاحب نے ۲۰ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے باعث رحمت کرے۔

(عبدالرؤف ظفر ۲/ہ سابق زعیم محلہ فیکٹری ایریا ربوہ)

درخواستِ دعا

میری اہلیہ عرصہ دو تین سال سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(بابا عبدالرحمٰن کارکن دفتر نظارت بیت المال آمد ربوہ)

(۳) میرے والد چوہدری محمود احمد صاحب کاہلوں عرصہ بارہ سال سے دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ چند دنوں سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہیں۔ احباب سے انکی کامل و عاجل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (رشید محمود کاہلوں شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست عطیہ دہندگان برائے علاج نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ

(۲۲)

مکرم	شیخ عبداللطیف پراچہ صاحب	سرگودھا شہر	۳۰۰٫۰۰ روپے
"	" منور احمد صاحب	"	۲۰٫۰۰ "
"	" نصیر احمد "	"	۵۵٫۰۰ "
"	رانا تقدیس الرحمٰن صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
"	" شفیق الرحمٰن "	"	۱۰٫۰۰ "
مکرمہ	نصرت جہاں صاحبہ مرحومہ	"	۲۵٫۰۰ "
"	الحمراء اسٹیٹس	"	۵۰٫۰۰ "
"	صفیہ شاہنواز صاحبہ	"	۳۰٫۰۰
"	وسیمہ سلیم صاحبہ	"	۲۰٫۰۰ "
"	صالحہ خاتون صاحبہ	"	۱۰٫۰۰ "
مکرم	عبدالرحمٰن صاحب	"	۲۰٫۰۰ "
مکرمہ	زینت بی بی صاحبہ	"	۱۲٫۰۰ "
"	نذیر بیگم صاحبہ	"	۱۰٫۰۰ "
مکرم	میاں عبدالماجد صاحب	"	۳۷٫۵۰ "
مکرمہ	بیگم صاحبہ میجر محمود احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
مکرم	عزیز اللہ صاحب	"	۸۰٫۰۰ "
"	ملک ہارون خان صاحب	مری	۱۰٫۰۰ "
	دفتر لجنہ مرکزیہ ربوہ		۳۴۲٫۵۰ "
"	رانا محمد خان صاحب	بہاولنگر شہر	۲۵٫۰۰ "
"	" نذیر خان صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
"	ملک بشیر احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
"	شیخ کریم الدین صاحب	"	۴۰٫۰۰ "
"	بٹ الیکٹرک سٹور	پشاور	۱۰٫۰۰ "
"	بشیر احمد صاحب انجینئر	"	۱۵۰٫۰۰ "
"	مسعود احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
"	میر تسنیم احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
مکرمہ	مبارکہ بیگم صاحبہ	"	۳۰٫۰۰ "
مکرم	ڈاکٹر خواجہ محمود احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
مکرمہ	بیگم عبدالحمید خٹک صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
مکرم	شیخ نورالدین صاحب	"	۵٫۰۰ "
"	چوہدری نذیر احمد صاحب	"	۱۵٫۰۰ "
"	میجر خلیفہ عبدالحفیظ صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
"	محمود احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰ "
"	مسز میجر طارق صاحب	"	۲۰٫۰۰ "
"	میاں محمد افضل صاحب مرحوم	"	۱۰٫۰۰ "
مکرمہ	مریم خواجہ صاحبہ بنت ڈاکٹر خواجہ محمود احمد صاحب پشاور		۱۰٫۰۰ "
"	بیگم " "		۱۰٫۰۰ "
"	بیگم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب سرگودھا		۳۰٫۰۰ "
مکرم	چوہدری غلام محمد ملتان بذریعہ سیکرٹری مال فیکٹری ایریا ربوہ		۱۵٫۰۰ "
مکرمہ	بیگم کرنل محمود احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ		۱۰٫۰۰ "
"	مسرت محمود [illegible] ضلع سرگودھا		۵۸٫۰۰ "
"	سعیدہ زہرہ حسین معرفت کیپٹن ڈاکٹر اے ایس خان حبیب آباد		۱۵۰٫۰۰ "
	چندہ اماء اللہ دارالحمد ساؤتھ لنڈن بذریعہ صوفی محمد ابراہیم صاحب		[illegible] "
"	محمودہ ثروت صاحبہ ربوہ		۱۲٫۰۰ "
مکرم	طارق ماجد صاحب لاہور بذریعہ C.M.O ربوہ		۵٫۰۰ "

(باقی)

بقیہ صفحہ ۲

اللہ کے یہ بندے

کر ادا کرتے ہوئے نظر آتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محض اپنے فضل سے نیکی اور قربانی کی اس دوڑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی سعادت بخشی۔ پیارا عوان کی اخیر [illegible] کا یہ منظر بڑا ہی ایمان افروز ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ فدائیوں کی اس جماعت کے اخلاص میں اور زیادہ برکت دے۔ اور انہیں اس راہ میں پہلے سے کہیں بڑھ کر قربانی پیش کرنے کی سعادت بخشے۔ آمین۔

نظارت بیت المال آمد جملہ مخلصین جماعت کی مساعی کے لئے ان کی بے حد ممنون ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء اب نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ امراء کرام صدر اصحاب جملہ عہدیداران اور مخلصین کی خدمت میں گزارش ہے کہ مومن کے قدم کسی ایک مقام پر آکر پہنچ کر رک نہیں جاتے بلکہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر دوست اس کے حضور سربسجود ہوں۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و احسان سے انہیں ۸۰/۱۹۷۹ء میں اس سعادت سے بہرہ ور کیا وہاں یہ دعائیں کرتے ہوئے کہ اے اللہ تو نئے سال میں ہمیں اس راہ میں پہلے سے کہیں بڑھ کر قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرما اور اسے قبول فرما کہ یہ بھی تیرا احسان ہوگا۔ دن رات ایک کرکے کام شروع کر دیں۔ دوست یہ امر ملحوظ رکھیں کہ:

(۱) مئی/جون/ہجرت/احسان ۱۹۸۰ء میں وصولی میں کمی نہیں آنی چاہیئے بلکہ اسی جوش و خروش کے ساتھ دوستوں کو اس میں حصہ لینا چاہیئے جس کا مظاہرہ انہوں نے امان/مارچ اور شہادت/اپریل کے مہینوں میں کیا ہے۔ [illegible] احسان کا بجٹ انہی دو مہینوں میں پورا ہونا چاہیئے۔

(۳) نئے سال میں بجٹ ۱۴ ماہ کا بنانا چاہیئے یکم مئی ۱۹۸۰ء سے ۳۰ جون ۱۹۸۱ء تک کا۔

(۳) مئی/جون میں وصول شدہ جملہ رقوم ربوہ میں داخل خزانہ کروانے کی آخری تاریخ انشاء اللہ ۳۰ جون ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر قربانیوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور آئندہ ان سے بڑھ کر قربانی پیش کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

محترم محمد افضل صاحب فیروز والا ضلع گوجرانوالہ ۱۴ مئی کو بعمر قریباً ۸۲ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گو مرحوم ایک عرصہ سے بعض عوارض میں مبتلا چلے آرہے تھے لیکن اپنے بیٹے مکرم ماسٹر محمد انور صاحب کے غم کی وجہ سے وہ اندر ہی اندر گھل رہے تھے۔ مکرم ماسٹر صاحب ۱۶ جون ۱۹۷۹ء سے لاپتہ ہیں۔

مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ، سادہ طبع اور صفائی پسند تھے بچوں کو بھی نماز و روزہ کی تلقین کرتے رہتے قرآن کریم کی تلاوت کا بہت بہت شوق تھا۔ مربیان سلسلہ کا بہت احترام کرتے تھے۔

مرحوم اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(فضل احمد شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم فیروز والا ضلع گوجرانوالہ)

گمشدہ نقدی

گزارش ہے کہ خاکسار کے تین صد روپے جو کہ سو سو کے نوٹ پر مشتمل تھے ریلوے کراسنگ سے دارالرحمت غربی کی مسجد تک جاتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔

اگر کسی دوست کو ملے ہوں تو درج ذیل پتہ پر بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تربیتی کلاس کا مقصد احمدی نوجوانوں کی تربیت و اصلاح ہے

تاکہ وہ دینی علوم حاصل کر کے اپنے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے مفید وجود بن سکیں

۲۶ویں تربیتی کلاس کے افتتاحی اجلاس میں ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کا خطاب

۔ ربوہ ۱۹ مئی۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تربیتی کلاس کا مقصد احمدی نوجوانوں کی تربیت و اصلاح اور انہیں دینی علوم سے روشناس کرانا ہے تاکہ وہ اپنے لئے اور سلسلہ کے لئے مفید وجود ثابت ہو سکیں۔ یہ بات خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاس کے ناظم اعلیٰ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب ایف آر سی ایس نے آج یہاں کلاس کے افتتاحی اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے خطاب سے قبل کلاس کے اغراض و کوائف پیش کرتے ہوئے بتائی۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال افتتاحی اجلاس میں ۲۳۹ مجالس خدام الاحمدیہ کے ۵۱۸ نمائندگان شامل ہوئے ہیں۔ اور اس کلاس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد یہ ہے کہ اس میں سو فیصدی مجالس کی نمائندگی ضروری ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے کلاس کے نصاب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں قرآن کریم، احادیث، فقہ، کلام، ردّ عیسائیت اور قواعد عربی کے مضامین سے مقررہ نصاب کی ابتدائی بنیادی اور ضروری باتیں طلباء کو پڑھائی جائیں گی۔ جس کے نوٹس شائع کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حفظ قرآن، حفظ حدیث اور حفظ ادعیہ مسنونہ کے بعض حصے بھی نصاب میں شامل ہیں نیز سلسلہ کی بعض کتب کا مطالعہ طلباء کو خود کرنا ہوگا انہوں نے بتایا کہ اس تعلیمی و تدریسی پروگرام کے علاوہ تربیتی نقطۂ نگاہ سے روزانہ باقاعدہ نماز تہجد۔ پنجگانہ نماز باجماعت کا التزام اور بزرگ علماء سلسلہ کی تقاریر بھی پروگرام کا حصہ ہیں۔

مرزا مبشر احمد صاحب نے تربیتی کلاس کے روزانہ پروگرام کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ پروگرام کا آغاز روزانہ صبح نماز تہجد سے ہوگا۔ اور اختتام نماز عشاء پر ہوگا۔ فجر کے بعد درس قرآن و حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پروگرام ہوگا۔ اس کے بعد تلاوت قرآن کریم اور پھر اجتماعی ورزش ہوگی۔ تدریس کے اوقات ساڑھے سات بجے سے پونے گیارہ بجے قبل دوپہر تک ہوں گے۔ اس کے بعد ساڑھے گیارہ بجے تک تقاریر کی مشق کا پروگرام ہوگا۔ بعد ازاں کھانے نماز ظہر اور آرام کا وقفہ ہوگا۔ نماز عصر کے بعد روزانہ سلسلہ کے بزرگ کسی علمی موضوع پر خطاب کیا کریں گے۔ شام پونے چھ بجے وقار عمل ہوگا اور کھیل کھلائے جائیں گے طلباء مغرب کی نماز مسجد مبارک میں ادا کیا کریں گے۔ اور کھانے کے بعد عشاء کی نماز ایوان محمود میں ادا کرنے کے بعد آرام کرنے کی اجازت ہوگی

اس کے علاوہ خدمت خلق، سائیکل سفر، مقابلہ سیر، سلائیڈز، سوال و جواب کے پروگرام ہوں گے۔ ۲۸ مئی کو طلباء کا تحریری امتحان ہوگا۔ ہر مضمون میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام کو انعامات اور کامیابی حاصل کرنے والے خدام کو اسناد کامیابی دی جائیں گی۔

۲۵ مئی کو ایوان محمود میں الوداعی تقریب منعقد ہوگی۔

محترم میاں مبشر احمد صاحب نے احباب کرام سے درخواست کی کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کے ان خدام کو کماحقہ اس تربیتی کلاس سے استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اس کلاس کا حقیقی مقصد پورا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی لحاظ سے کلاس کو کامیاب بنائے۔ آمین

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ

اخبار الفضل

خود خرید کر پڑھے۔

(مینیجر)

۲۶ویں سالانہ تربیتی کلاس سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا خطاب

بقیہ صفحہ اوّل

اس لئے مغربی ممالک کے لوگ اسلامی دنیا کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیم پر کہیں عمل نہیں ہو رہا ہے

محترم صاحبزادہ صاحب نے کہا ہے کہ ایسے گروہ کو میں نے ہمیشہ یہ جواب دیا ہے کہ جس فرقہ سے میرا تعلق ہے یعنی جماعت احمدیہ اس کے متعلق میرا دعویٰ ہے کہ اس کے لوگ اسلام کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے سو فیصد لوگ اس تعلیم پر پوری طرح عامل ہوں۔ کیونکہ اگر دین میں بگاڑ پیدا نہ ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر دین کا احیاء اور شریعت کو پھر سے قائم کیا۔ اس لئے ہمارا یعنی جماعت احمدیہ کا یہ فرض اوّلین ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں کبھی سستی نہ دکھائیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے تربیتی کلاس پر آنے والے خدام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ اس وقت مرکز احمدیت میں تشریف لائے ہیں۔ جہاں پر ایک خاص دینی ماحول ہے۔ اور یہاں پر کثرت سے دعائیں کرنے والے بزرگ موجود ہیں۔ آپ لوگ بھی یہاں کی روحانی فضا سے فائدہ اٹھائیں اور ان ایام کو عاجزانہ طور پر دعائیں کرتے ہوئے گزاریں۔

بعد ازاں محترم صاحبزادہ صاحب نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ افتتاحی اجلاس کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

افتتاحی اجلاس کے کوائف

۔ خدام الاحمدیہ کے وسیع و عریض ہال ایوان محمود کو پچاس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر حصہ میں ایک چٹائی بچھائی گئی تھی اور اس پر زیادہ سے زیادہ دس خدام بیٹھے تھے۔

۔ ہال کی دیواروں کے ساتھ ساتھ کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ جن پر ڈائریکٹرین۔ انصار، ناظر، وکلاء صاحبان اور دیگر افراد موجود تھے۔

۔ سٹیج پر مہمان خصوصی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے بائیں طرف صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب تشریف فرما تھے۔ جبکہ ان کے پیچھے کرسیوں پر مجلس عاملہ مرکزیہ کے ارکان تشریف فرما تھے۔

۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے تربیتی کلاس کے کوائف پیش کرتے ہوئے ایک حدیث نبوی پیش کی۔ اور بتایا کہ مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے وفود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور دینی تعلیم سیکھا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک دفعہ بعض لوگ آئے اور انہوں نے بیس روز آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قیام کیا۔ حضور نے جاتے ہوئے ان کو نصیحت کی کہ تم نے جو سنا ہے وہ دوسروں تک بھی پہنچا دینا۔ مرزا مبشر احمد صاحب نے کہا کہ یہ دور نبوی کی ایک تربیتی کلاس کی روداد تھی۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کلاس جاری کی گئی ہے۔

۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اپنی تقریر میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔ کہ ایک دفعہ محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر پنجاب گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ ایک شخص ان کے سامنے بیٹھا تھا۔ پندرہ منٹ تک دونوں آمنے سامنے بیٹھے رہے۔ مگر کوئی گفتگو نہ کی اس کے بعد وہ شخص مرزا صاحب سے یوں گویا ہوا۔ کہ کیا آپ احمدی ہیں؟

مرزا صاحب نے اثبات میں سر ہلایا اور فوراً ہی اس سے پوچھا

کیا آپ بھی احمدی ہیں؟

اس نے بھی جواباً کہا کہ الحمدللہ میں بھی احمدی ہوں۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے کہا کہ احمدیت اس طرح سے ہم میں سے ہر ایک کے چہرے پر لکھی ہونی چاہیئے کہ جو نہ جانتا ہو وہ بھی پہچان لے۔